گستاخئ رسالت
ناقابل برداشت
حیرت انگیز واقعات
علامہ پروفیسر عون محمد سعیدی مصطفوی
کاروانِ سادات انٹرنیشنل
بانی وسرپرست: پیر سید انعام الحسنین کاظمی زنجانی چشتی نظامی
0300-7863154

گستاخیٔ رسالت ناقابل برداشت

(حیرت انگیز واقعات)

مفکر اسلام علامہ
پروفیسر عون محمد سعیدی مصطفوی

زیر سرپرستی

پیر سید انعام الحسنین کاظمی زنجانی چشتی نظامی

(مرکزی امیر کاروان سادات، انٹرنیشنل

0321-5141210

گستاخی رسالت ناقابل برداشت

(حیرت انگیز واقعات)

مفکر اسلام علامہ پروفیسر عون محمد سعیدی مصطفوی

وضاحت کر نہیں سکتا، مگر آواز دیتا ہوں
کہ اس کرب و بلا میں سخت جانوں کی ضرورت ہے
کہاں ہیں سید الکونین ﷺ کی امت کے دیوانے؟
کہ ناموس نبی ﷺ کے پاسبانوں کی ضرورت ہے

سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی عزت و ناموس پر اگر ذرہ برابر بھی حرف آجائے تو یہ نہ تو کائنات کو گوارا ہے اور نہ ہی خود رب کائنات کو گوارا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی ناموس رسالت پر تھوڑی سی بھی آنچ آنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے خود اس کا بدلہ لیا اور ساری دنیا گستاخ رسول کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی۔ انسان تو انسان کائنات کی ہر چیز جمادات، نباتات، حیوانات نے بھی اس سرکش کا گھیرا تنگ کر دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے یہ وعدہ کر لیا ہے۔

ان شانئك هو الابتر اے حبیب! بے شک آپ کا دشمن بے نام ونشان ہے۔

یہ آیت بڑی وضاحت کے ساتھ بتا رہی ہے کہ دنیا میں جب کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کی حرمت کے خلاف کوئی بات ہوگی تو اللہ تعالیٰ اپنے قوانین فطرت کے مطابق خود ہی ناموس رسالت کو تحفظ فراہم کرے گا اور گستاخ رسول کو نیست و نابود کر دے گا۔۔ یہی آج تک ہوتا چلا آیا ہے اور یہی ہوتا رہے گا۔۔ عظمت مصطفی کے جھنڈے چہار سو لہراتے رہیں گے اور رفعت مصطفی کے مناظر چشم فلک دیکھتی رہے گی۔۔۔ مگر یاد رہے کہ ناموس رسالت کا تحفظ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے، وہاں اپنی مخلوق کو بھی اس امر کا پابند کیا ہے کہ اس کے حبیب کے گستاخ کو سکھ کا سانس نہ لینے دے اور جہاں کہیں بھی موقع ملے گستاخ کا سر قلم کر دے۔

گستاخی تیری شان میں یہ دم ہے کس شیطان میں:

علامہ ابن تیمیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' میں بیان کرتے ہیں:

''لاتعداد علم وفقہ سے بہرہ مند اور آزمودہ کار مسلمان راویوں نے ہم سے بیان کیا ہے کہ شام کے ساحل پر واقع قلعوں اور شہروں کے محاصرے کے دوران جو زبردست بات دیکھنے میں آئی اور متعدد بار آزمائی گئی وہ یہ تھی کہ بسا اوقات کسی قلعے یا شہر کا محاصرہ کیے ہوئے ہمیں مہینہ مہینہ یا اس سے بھی زیادہ عرصہ گزر جاتا مگر وہ قلعہ یا شہر فتح ہونے کا نام نہ لیتا۔ حتیٰ کہ ہم فتح کی امید قریب قریب کھو چکے ہوتے۔ پھر اگر ہمیں کبھی پتہ چلتا کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی توہین کے مرتکب ہو چکے ہیں اور آپ ﷺ کی عزت و ناموس کے متعلق کوئی گستاخی کر بیٹھے ہیں تو صورتحال ہمارے حق میں تبدیل ہونے لگتی۔ ان کا مفتوح ہو جانا ہمیں بہت قریب نظر آنے لگتا، قلعہ کا زیر ہونا دن دو دن کی بات رہ جاتی۔ ہمیں بھرپور فتح ملتی اور دشمن کا خوب ستیاناس ہوتا۔ ان راویوں کا کہنا ہے: یہ بات ہماری اس قدر آزمودہ رہی کہ جب کبھی بھی ان بدبختوں کو رسول اللہ ﷺ کی شان میں زبان درازی کرتے سنتے تو اگرچہ اس کو سن کر ہمارا خون کھول رہا ہوتا مگر ہم اس کو فتح کی بشارت سمجھتے۔

علامہ مزید لکھتے ہیں ''ایسی ہی روایت مجھ سے ثقہ راویوں نے مغرب (شمالی افریقہ و اندلس) کی بابت بیان کی کہ وہاں بھی مسلمانوں کو نصاریٰ کے ساتھ یہی معاملہ پیش آتا رہا ہے۔'' (الصارم المسلول، ج: ۲، ص: ۲۳۳۔ ۲۳۴)

میرا سب کچھ گنبد خضرا کل بھی تھا اور آج بھی ہے: جاوید چوہدری لکھتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ مجھ سے ایک یورپی سکالر نے عجیب سوال پوچھا'' اس نے کہا میں ایسے بے شمار روشن خیال اور لبرل مسلمانوں کو جانتا ہوں جو شراب پیتے ہیں، جوا کھیلتے ہیں، غیر فطری تعلقات کے حامی ہیں، تیس تیس برس سے یورپ میں رہ رہے ہیں اور جو ہم جیسے ہیں۔ لیکن جب ان کے سامنے نبی اکرم ﷺ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے ردعمل اور ایک کٹر مولوی کے ردعمل میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ ایسا کیوں ہے، ہم اس بات پر حیران ہیں؟''۔۔۔ معلوم ہوا کہ عشق رسالت مسلمان کے خمیر میں گندھا ہوا ہے۔ مسلمان انتہائی برا ہو سکتا ہے لیکن نبی اکرم ﷺ، ازواج مطہرات اور صحابہ کرام مسلمان کی

زندگی کا وہ موڑ ہیں جہاں پہنچ کر وہ زندگی اور موت میں سے کسی ایک کا انتخاب کرتا ہے اور اس موڑ پر عموماً سو فیصد مسلمان شہادت کا فیصلہ کرتے ہیں۔ یورپ اس بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ اسے کیا معلوم کہ جس دن اللہ اکبر کی پہلی صدا مسلمان کے کان میں پہنچتی ہے تو وہ اپنے خون کا ایک ایک قطرہ نبی رحمت ﷺ کی امانت سمجھتا ہے اور پوری زندگی کسی کذاب، کسی راج پال کا تعاقب کرتے گزار دیتا ہے۔ عشق کے اس امتحان میں موت پانی کے ایک گھونٹ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ کیونکہ مسلمان سمجھتے ہیں کہ جب تک رسول اللہ ﷺ کی ذات ان کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی نہیں ہو جاتی وہ مسلمان کہلانے کے بھی حقدار نہیں۔"

وحی الٰہی سے تعلق توڑ لینے والے ان ناپاک لوگوں کو کون سمجھائے کہ ایک محمد ﷺ ہی تو ہیں جن پہ ساری انسانیت اور ساری کائنات فخر کرتی ہے۔

اسی طرح ایک یہودی سکالر کے ساتھ ہونے والے اپنے مکالمہ کو یوں بیان کرتے ہیں۔۔۔ یہودی سکالر مجھ سے کہنے لگا کہ میں جارڈن کا یہودی ہوں اور پیرس میں اسلام پر پی ایچ ڈی کر رہا ہوں۔ میں نے پوچھا: "تم اسلام کے کس پہلو پر پی ایچ ڈی کر رہے ہیں؟" وہ شرما گیا، تھوڑی دیر سوچ کر بولا: "میں مسلمانوں کی شدت پسندی پر ریسرچ کر رہا ہوں۔" میں نے قہقہہ لگایا اور اس سے پوچھا: "تمہاری ریسرچ کہاں تک پہنچی؟" اس نے کافی کا لمبا گھونٹ لیا اور بولا: "میری ریسرچ مکمل ہو چکی ہے اور میں اب پیپر لکھ رہا ہوں۔" میں نے پوچھا: "تمہاری ریسرچ کی فائنڈنگ کیا ہے؟" اس نے لمبا سانس لیا، دائیں بائیں دیکھا، گردن ہلائی اور آہستہ آواز میں بولا: "میں پانچ سال کی مسلسل ریسرچ کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مسلمان اسلام سے زیادہ اپنے نبی سے محبت کرتے ہیں۔ یہ اسلام پر ہر قسم کا حملہ برداشت کر جاتے ہیں لیکن یہ نبی کی ذات پر اٹھنے والی کوئی انگلی برداشت نہیں کرتے۔" یہ جواب میرے لیے حیران کن تھا۔ میں نے کافی کا مگ میز پر رکھا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ بولا: "میری ریسرچ کے مطابق مسلمان جب بھی لڑے جب بھی اٹھے اور جب بھی لپکے تو اس کی وجہ نبی اکرم ﷺ کی ذات تھی۔ آپ ان کی مسجدوں پر قبضہ کر لیں، آپ ان کی حکومتیں ختم کر دیں، آپ قرآن مجید کی اشاعت پر پابندی لگا دیں یا آپ ان کا خاندان مار دیں، یہ برداشت کر جائیں گے لیکن آپ ان کے رسول ﷺ کا نام غلط لہجے میں لیں گے تو یہ تڑپ اٹھیں گے اور اس کے بعد آپ پہلوان ہوں یا فرعون وہ آپ کے ساتھ ٹکرا

جائیں گے۔" میں حیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ وہ بولا: "میری فائنڈنگ ہے جس دن مسلمانوں کے دل میں رسول ﷺ کی محبت نہیں رہے گی اس دن اسلام ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ اگر آپ اسلام کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو مسلمانوں کے دل سے ان کا رسول نکالنا ہو گا۔" اس نے اس کے ساتھ ہی کافی کا مگ نیچے رکھا، اپنا کپڑے کا تھیلا اٹھایا، کندھے پر رکھا، سلام کیا اور اٹھ کر چلا گیا۔ لیکن میں اس دن سے ہکا بکا بیٹھا ہوں۔ میں اس یہودی ربی کو اپنا محسن سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میں اس سے ملاقات سے پہلے تک صرف سماجی مسلمان تھا لیکن اس نے مجھے دو فقروں میں پورا اسلام سمجھا دیا۔ میں جان گیا کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت اسلام کی روح ہے اور یہ روح جب تک قائم ہے اس وقت تک اسلام کا وجود بھی سلامت ہے۔ جس دن یہ روح ختم ہو جائے گی اس دن ہم میں اور عیسائیوں، یہودیوں میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔"

سچ فرمایا تھا علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے:

مغز قرآں، روح ایماں، جانِ دیں   ہست حبِ رحمۃ للعالمیں

گستاخی رسالت کی وضاحت: علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: "بے شک ہر وہ شخص جس نے نبی اکرم ﷺ کو گالی دی یا آپ کی طرف کسی عیب کو منسوب کیا یا آپ کی ذات، نسب، دین اور عادت وصفت سے کسی نقص کی نسبت کی، یا آپ پر طعنہ زنی کی یا بطریق دشنام اہانت و تحقیر کی یا آپ ﷺ کو کسی بری چیز سے تشبیہ دی۔۔ ایسا شخص حضور ﷺ کو صراحتاً گالی دینے والا ہے، اسے قتل کر دیا جائے۔۔ ہم اس حکم میں قطعاً کسی بھی قسم کا کوئی استثناء نہیں کرتے اور نہ ہی ہم اس حکم میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ رکھتے ہیں۔ توہین خواہ صراحتاً ہو یا اشارتاً یا کنایۃً۔ اور اس پر عہد صحابہ سے لے کر آج تک سب علماء امت اور اہل فتویٰ کا اجماع ہے۔" (الصارم المسلول)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی گستاخی کو برداشت نہ کیا:

تحفظ ناموس رسالت ﷺ اللہ تعالیٰ کو کس قدر عزیز ہے؟...... ملاحظہ کیجئے۔

ایک روز سلطان دو عالم ﷺ نے قریش مکہ کے ہجوم کو بلایا، پہلے اپنے کردار کے بارے میں دریافت کیا۔ جب بدترین مخالفین نے بھی آپ ﷺ کو امین اور صادق تسلیم کر لیا تو پھر انہیں توحید خداوندی اور اپنی رسالت کا سرمدی پیغام سنایا۔ بس پھر کیا تھا، آپ کے چند جاں

شاروں کے علاوہ پورا مجمع آپ پر آوازیں کسنے لگا۔ جن میں سے بدترین آواز آپ کے بدبخت چچا ابولہب کی تھی۔ جس نے ذلت کی انتہا کو چھو کر کہا: "تو برباد ہو، کیا اسی لیے تو نے ہمیں جمع کیا تھا۔"

ابولہب کی اس دریدہ دہنی اور ذلیل طرز گفتگو نے زمین و آسمان کو لرزا دیا، کرسی و عرش کپکپا اٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس بدبخت اور گستاخ کی مذمت میں ایک پوری سورۃ نازل فرمادی۔

تبت یدا ابی لھب و تب — یعنی ابولہب کے وہ دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں، جن کی انگلی سے اس نے میرے محبوب کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اور وہ خود بھی تباہ و برباد ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اس درجہ سخت انداز میں خطاب کیا کہ پورے قرآن میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ابولہب اور اس کے خاندان پر ابدی اور دائمی لعنتوں کے سلگتے ہوئے پتھر برس رہے ہوں۔

یہ زمانہ نبوت کا وہ واحد کافر ہے جس کا نام قرآن میں آیا ہے۔ کیونکہ عام کافر اور گستاخ کافر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس گستاخ کافر کا نام لے کر واضح فرمادیا کہ اس کا عذاب رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں کی تاک میں ہے۔

مذاق اڑانے والے پانچ گستاخوں سے اللہ تعالیٰ کا انتقام:

علامہ ابن کثیر روایت کرتے ہیں کہ قریش کے پانچ بڑے سرکش سرداروں نے جب حضور اکرم ﷺ کو حرم شریف میں اذیت پہنچائی اور آپ کا مذاق اڑایا تو آپ ﷺ دل برداشتہ ہوئے اور آپ کی زبان مبارک سے دعاء ضرر کے الفاظ نکلے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی مشیت بھڑک اٹھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور اللہ کا پیغام آپ ﷺ کے گوش گزار کیا:

فاصدع بما تومروا عرض عن المشرکین۔ انا کفیناك المستھزئین۔ — "اے اللہ کے رسول! جو حکم دیا جا رہا ہے اسے کھول کر سنا دو اور مشرکین کی زیادتیوں کو نظر انداز کرو، بے شک ہم خود ان مذاق اڑانے والوں کے لیے کافی ہیں۔"

یہ آیتیں گویا ان پانچ بدبختوں کے لیے اعلان ہلاکت تھیں۔۔۔ولید بن مغیرہ کو یہ سزا ملی کہ جب وہ خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے گذرا تو ناگہانی طور پر اس کا تیر اس کو لگ گیا اور اس کے ہاتھ کی رگ کٹ گئی۔۔۔اسود بن عبد المطلب کو یہ سزا ملی کہ وہ درخت کا کانٹا چبھ جانے کی وجہ سے آنکھوں سے اندھا ہو گیا۔۔۔اسود بن عبد یغوث کو یہ سزا ملی کہ اس کے سر میں پھنسیاں نکل آئیں جن سے وہ مر گیا۔۔۔حارث بن عیطل کو یہ سزا ملی کہ اس کے پیٹ میں زرد پانی پڑ گیا، منہ سے پاخانہ آنے لگ گیا اور وہ اسی سے مر گیا۔۔۔عاص بن وائل کو یہ سزا ملی کہ اس کے پاؤں کے تلوے میں کانٹا چبھ گیا، اس کا زخم پورے پاؤں میں پھیل گیا جس سے وہ مر گیا۔ (المعجم الاوسط)

اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کی حضور ﷺ سے محبت اور گستاخ کے خلاف غیرت کا اندازہ کرنا ہو تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ابو جہل کا کیا انجام ہوا، ابولہب کی بیوی ام جمیل پر کیا گزری، اس کے بیٹے عتبہ پر اللہ نے کس طرح اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کیا۔۔۔یہ سارے واقعات تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں اور ناموس رسالت کی طرف حاسدانہ، معاندانہ، باغیانہ نظروں سے دیکھنے والوں کے لیے تازیانہ عبرت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت قطعاً برداشت نہیں کرتی کہ اس کے محبوب ﷺ کی ناموس کا دشمن اس کی زمین پر عزت کی زندگی گزارے۔۔۔وہ بعض اوقات اسے ڈھیل ضرور دیتا ہے لیکن بالآخر اسے ذلت کی موت مارتا ہے۔

صحابی رسول گستاخی برداشت نہ کر سکے:

فتح مکہ سے پہلے مشہور صحابی حضرت زید رضی اللہ عنہ دشمنان اسلام کے نرغے میں آ گئے۔ صفوان بن امیہ نے ان کو قتل کرنے کے لیے اپنے غلام نسطاس کے ساتھ تنعیم بھیجا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حدودِ حرم سے باہر لے جایا گیا، تو ابو سفیان نے (جو ابھی اسلام نہ لائے تھے) ان سے پوچھا: زید! میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم پسند کرتے ہو کہ اس وقت ہمارے پاس تمہاری جگہ محمد (ﷺ) ہو اور ہم ان کو قتل کریں جبکہ تم آرام و سکون سے اپنے اہل میں رہو۔۔۔

اس پر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے تڑپ کر جواب دیا: اللہ عزوجل کی قسم! میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میرے حضور کو ایک کانٹا بھی چبھے اور میں آرام و سکون سے اپنے اہل میں رہوں۔۔۔یہ سن کر ابو سفیان نے کہا: میں نے ایسا کہیں بھی نہیں دیکھا کہ کسی سے ایسی محبت کی جاتی ہو جیسی محبت محمد

اسے ان کے اصحاب کرتے ہیں، رضی اللہ عنہم۔ اس کے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

(شرح الشفاء للقاضی عیاض، باب الثانی فصل فی ماروی عن السلف، ج: ۲، ص: ۴۴)

عشاقانِ مصطفیٰ ﷺ کا منافقوں پہ دھاوا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے عرض کی گئی "کاش آپ عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) کے پاس تبلیغ کے لیے تشریف لے جاتے۔" پس آپ ﷺ اپنے دراز گوش پہ سوار ہو کر اس کی طرف روانہ ہوئے اور دیگر مسلمان بھی ساتھ چل پڑے۔ جب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: "مجھ سے اپنی سواری دور لے جاؤ۔ کیونکہ اس کی بو سے مجھے اذیت پہنچ رہی ہے۔"

اس پر ایک انصاری نوجوان نے جوش میں آ کر کہا: "اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے دراز گوش کی خوشبو تیری مشک و عنبر سے زیادہ پاکیزہ ہے۔" یہ سن کر عبداللہ بن ابی کی خاطر اس کی قوم کا ایک آدمی غضب ناک ہو گیا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آپ کی سواری کی خوشبو کی گستاخی کی بنا پر غضبناک ہو گئے اور پھر ان عاشقوں اور منافقوں کے درمیان کوڑوں، ہاتھوں اور جوتوں کے ساتھ ایک جنگ چھڑ گئی۔ اور عاشقوں نے منافقوں کو خوب پیٹا۔

حضرت امیر حمزہ کی گستاخ پر چڑھائی:

ایک روز رحمت عالم ﷺ صفا کی پہاڑی پر تشریف فرما تھے۔ ابو جہل کا ادھر سے گزر ہوا۔ اس نے حضور ﷺ کو دیکھا تو اس کے سینے میں بغض و عناد کا جو لاوا سلگ رہا تھا وہ پھٹ پڑا۔ اس نے سَبّ و شتم کے تیر برسانے شروع کر دیئے۔ حلم و وقار کے اس کوہ گراں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس بے اعتنائی پر ابو جہل کا غصہ اور تیز ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا، اس نے اس سے مارنا شروع کر دیا۔ پے در پے ضربوں سے جسم اطہر سے خون رسنے لگا لیکن اس پیکر تسلیم و رضا نے صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا اور اف تک نہ کی۔ دل کا غبار نکال کر ابو جہل اتراتا ہوا اپنے مداحوں کی اس محفل میں جا بیٹھا جو صحن حرم میں اس کے قبیلہ والوں نے منعقد کی ہوئی تھی۔

اس کے چلے جانے کے بعد رحمت عالم ﷺ بھی خاموشی سے اپنے گھر تشریف لے

گئے۔۔عبد اللہ بن جدعان کا گھر کوہ صفا کے قریب تھا۔اس کی ایک لونڈی نے یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (جو حضور ﷺ کے چچا تھے اور ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے)اس روز جنگل میں شکار کے لیے گئے ہوئے تھے۔چاشت کے وقت ایک کامیاب شکاری کی طرح شاداں وفرحاں واپس آ رہے تھے۔ان کا معمول تھا کہ شکار سے واپسی پر پہلے حرم شریف میں حاضری دیتے۔بیت اللہ شریف کا طواف کرتے پھر صحن حرم میں روساقریش نے جہاں جہاں اپنی محفلیں جمارکھی ہوتی تھیں،وہاں جاتے،سب سے علیک سلیک کرتے،مزاج پرسی کرتے،تب گھر واپس جاتے۔اس روز بھی اسی ارادہ سے وہ حرم شریف کی طرف جارہے تھے کہ کوہ صفا کے پاس سے گزر ہوا۔عبد اللہ بن جدعان کی جس کنیز نے ابو جہل کی تعدی کا دلخراش منظر دیکھا تھاوہ ان کا راستہ روک کر کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی:

”اے ابو عمارہ!آج تیرے بھتیجے کے ساتھ ابو جہل نے یہ وحشیانہ سلوک کیا،پہلے گالیاں دیتا رہا پھر جب حضور ﷺ نے خاموشی اختیار کیے رکھی تو مار مار کر لہولہان کر دیا۔“

یہ سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔غصہ سے آگ بگولہ ہو کر ابو جہل کی تلاش میں آگے بڑھے۔آج ان کی کیفیت ہی نرالی ہے نہ کسی سے پرسش احوال کر رہے ہیں اور نہ کسی محفل میں کھڑے ہو کر سلام کہہ رہے ہیں۔آخرکار آپ کی نظر ابو جہل پر پڑ گئی جو اپنے قبیلہ کی محفل میں بڑی تمکنت سے بیٹھا ہے۔لوگ سراپا ادب بن کر اس کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے ہیں۔آپ اس مجمع میں گھس گئے اپنی کمان سے اس مردود کے سر پر پے در پے ضربیں لگائیں کہ خون کا فوارہ پھوٹ نکلا۔آپ نے غصہ سے گرجتے ہوئے کہا:”اَتَشْتِمُہٗ وَاَنَا عَلٰی دِیْنِہٖ“اے ابو جہل تیری یہ مجال کہ تو میرے بھتیجے کو گالیاں دے حالانکہ میں نے اس کا دین قبول کرلیا ہے۔اگر تجھ میں ہمت ہے تو آ اور مجھے روک کر دیکھ۔(ضیاء النبی)

کدو شریف کی گستاخی پر امام ابو یوسف کا ردعمل:

ایک مرتبہ خلیفہ مامون کے سامنے بیان کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کدو پسند فرماتے تھے۔اس پر ایک آدمی فوراً بولا:میں تو اسے پسند نہیں کرتا۔حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ جو اس مجلس میں موجود تھے اور وقت کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) تھے۔آپ نے حکم دیا کہ تلوار اور چمڑا لایا

جائے (جو قتل کے لیے منگوایا جاتا ہے) اس آدمی نے کہا: میں نے جو کچھ ذکر کیا اس سے اور تمام موجبات کفر سے استغفار کرتا ہوں۔ امام ابو یوسف نے اسے چھوڑ دیا اور قتل نہیں کیا۔

سلطان صلاح الدین ایوبی کی غیرت ایمانی:

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض فرنگیوں سے وقتی طور پر صلح ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس صلح سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ریجی نالڈ (شام کے فرنگی فرمانروا) نے مسلمان تاجروں اور قافلوں کو لوٹنا شروع کر دیا اور یہ اس کا روزانہ کا معمول بن گیا۔

مسلمانوں کے ایک قافلہ کو جب ریجی نے لوٹا تو انہوں نے اس سے رہائی کا مطالبہ کیا۔ اس پر ریجی نالڈ نے بڑے تحقیر آمیز انداز میں جواب دیا: "تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان رکھتے ہو، اس سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ آ کر تمہیں چھڑا لے۔" جب صلاح الدین تک ریجی نالڈ کے اس تحقیر آمیز رویے اور گستاخانہ کلمات کی خبر پہنچی تو اس نے قسم کھا کر عہد کیا کہ ان شاء اللہ، اس صلح شکن کافر کو میں اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا۔

صلیبی جنگوں کے اختتام پر جب بہت سے فرنگی گرفتار کر لیے گئے تو ان قیدیوں میں گستاخ ریجی نالڈ بھی شامل تھا اور یروشلم کا بادشاہ گائی بھی۔۔۔ سلطان نے گائی کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور باقی امراء کو بھی ان کے رتبہ کے مطابق بٹھایا۔۔۔ اس موقع پر ریجی نالڈ اور گائی کو سلطان کی قسم یاد آئی تو گائی نے ریجی نالڈ کو سلطان سے بچانے کی کوشش کی مگر سلطان کی نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کی غیرت نے اس بے ادب وگستاخ کو معاف کرنے کی اجازت نہ دی۔

سلطان نے تمام قیدیوں کو کھانے کے لیے روانہ کر دیا اور گائی اور ریجی نالڈ کو اپنے پاس روک لیا۔ جب سلطان نے ریجی نالڈ کی عہد شکنیوں، بداعمالیوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیوں کا ذکر کیا تو ریجی کا خون خشک ہونے لگا اور نبض ڈوبنے لگی۔ سلطان نے اصول کے مطابق اس کے سامنے دعوت اسلام پیش کی۔ ریجی نالڈ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

سلطان نے جوش ایمانی کے ساتھ بلند آواز سے کہا: "میں محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہتا ہوں۔" (المدد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھ ہی ریجی نالڈ کو اس کے انجام تک پہنچا دیا۔ شاہ

یروشلم گائی ،ریجی نالڈ کا یہ انجام دیکھ کر بہت خوفزدہ ہوا تو سلطان نے اس کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ”بادشاہوں کا یہ دستور نہیں کہ وہ دوسرے بادشاہوں کو قتل کریں۔ ریجی نالڈ کو تو صرف حد سے بڑھی ہوئی بد اعمالیوں اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ گستاخی کی پاداش میں قتل کیا گیا ہے۔“

یہ تھا سلطان صلاح الدین ایوبی کا وہ جذبہ عشق رسول ﷺ جس کی بدولت اس نے قبلہ اول بیت المقدس کو عیسائیوں کے قبضے سے آزاد کروایا تھا۔ وہ اسلام کا ایک عظیم سپوت تھا جس پر تاریخ ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔۔۔ اگر ہمارے آج کے مسلم حکمرانوں میں بھی یہی غیرت ایمانی پیدا ہوجائے تو پھر ابلیس کے کسی پیروکار کو بارگاہ محمدی میں گستاخی کی جرأت نہ ہوگی۔ بقول فیض الرسول فیضان:

سرکار کے وقار پر آئے نہ کوئی حرف　　　عمر عزیز بس اسی دھن میں گزار دو

جانور بھی گستاخی رسالت برداشت نہ کرسکا:

امام ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں: ”ہلاکو خان“ نے ایک عیسائی عورت کے ساتھ شادی کی تھی اور اس سے شادی کے بعد عیسائیت کی طرف مائل ہوگیا تھا۔ اب اس کی خواہش یہ تھی کہ اس کے خاندان کے لوگ عیسائیت قبول کرلیں۔ لہٰذا اس نے عیسائی پادریوں کو لاکر اس کام میں سرگرم ہونے کا حکم دیا۔

ایک موقع پر جب شاہی خاندان کی ایک عورت نے عیسائیت قبول کی تو اس کی خوشی میں ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں بڑے بڑے عیسائی پادری بھی بلائے گئے۔ انہوں نے تقریب میں تقریریں کرنی شروع کیں۔۔ ایک پادری نے اپنے خطاب کے دوران رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کردی۔ وہیں قریب ایک شکاری کتا بندھا ہوا تھا۔ جیسے ہی اس مردود نے گستاخی کی وہ شکاری کتا اس پر لپکا۔ لوگوں نے بڑی مشکل سے اس کو اس سے دور کیا۔

وہ پادری کہنے لگا کہ دراصل میں نے چونکہ ہاتھ پھیلائے تھے۔ شکاری کتا یہ سمجھا کہ میں اسے ماررہا ہوں۔ اس لیے وہ مجھ پر حملہ آور ہوا۔۔۔ کچھ لوگوں نے کہا، ایسا نہیں، بلکہ گستاخی رسالت کی وجہ سے وہ حملہ آور ہوا ہے۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اس مردود پادری نے دوبارہ گستاخانہ الفاظ استعمال کیے تو اس کتے نے اپنی رسی تو[illegible] اس ملعون پہ ایسا زوردار حملہ کیا کہ اس کے گلے کی سفید

رگ کاٹ دی اور اسے واصل جہنم کر دیا۔

اس طرح اللہ رب العزت نے ایک بے سمجھ جانور کو گستاخ رسول پر حملہ کے لیے آمادہ کر دیا اور اپنی قدرت کاملہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے بتا دیا کہ ہم کسی کے محتاج نہیں، بے سمجھ جانوروں سے بھی اپنے محبوب کا بدلہ لے سکتے ہیں۔

(الدرر الکامنہ، ج:۱،ص:۳۰۲، امام حجر ابن عسقلانی)

فقہاء قیروان کا فتویٰ:

فقہاء قیروان نے ابراہیم فزاری کے قتل کا فتویٰ دیا۔ یہ بہت بڑا شاعر اور بہت سے علوم کا ماہر تھا۔ قاضی ابو العباس بن طالب کے ہاں یہ بھی مناظرے کی مجالس میں شرکت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ دوران مناظرہ اس نے اللہ رب العزت، انبیاء ﷺ اور بالخصوص حضور ﷺ کی شان اقدس میں بے ادبی و گستاخی اور استہزاء و تمسخر کا ارتکاب کیا۔ اس بناء پر فقہاء نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا نتیجتاً اسے سولی پر لٹکایا گیا، اس کے پیٹ کو چھری سے چاک کیا گیا اور پھر اسے جلا دیا گیا۔

مورخین نے بیان کیا کہ جس لکڑی پر اسے سولی دی گئی تھی وہ خود بخود گھوم گئی اور اس کا رخ سمت قبلہ سے پھر گیا۔۔۔ یہ سب کے لیے ایک عبرتناک نشانی تھی۔ وہاں موجود سب لوگوں نے بہ آواز بلند "اللہ اکبر" کہا۔۔ پھر ایک کتا آیا اور اس کا خون چاٹنے لگا۔۔ یہ منظر دیکھ کر یحییٰ بن عمر کہنے لگے کہ حضور ﷺ نے سچ فرمایا۔۔ پھر فرمان رسول ﷺ سنایا کہ کتا کسی مسلمان کا خون نہیں چاٹتا۔ (الشفاء، ۲:۹۳۱)

مسلمان بچہ گستاخی برداشت نہ کر سکا:

کلمہ پاک کا دوسرا جز "محمد رسول اللہ" پڑھتے ہی مسلمان کے تحت الشعور میں ذات محمد ﷺ سے ایسا انس و محبت تکوینی طور پر فیڈ ہو جاتا ہے کہ اس کا ظاہر خواہ کتنا ہی گندا کیوں نہ ہو جائے لیکن اس کے باطن میں محبت رسول کی یہ پاکیزگی پورے جوبن کے ساتھ موجود رہتی ہے۔ عمل کی خرابی کے باوجود بھی عشق کی یہ چنگاری اس کی روح کی گہرائیوں میں خفتہ رہتی ہے۔ جیسے ہی اس چنگاری کو پھونک ماری جائے یہ شعلہ جوالہ بن کر بھڑک اٹھتی ہے۔۔ قدرت

اللہ شہاب نے شہاب نامہ میں اس حقیقت کو بڑے خوبصورت انداز میں سمجھایا ہے۔ان کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

"جب میری عمر پانچ یا چھ سال کے قریب تھی تو اس زمانے میں مجھے اسلام اور پیغمبر اسلام کے ساتھ کسی قسم کا کوئی خاص لگاؤ نہ تھا۔مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے کے باعث میکانکی طور پر کلمہ جانتا تھا۔اور دینیات کے استاذ کے خوف سے نماز کی سورتیں اور دعائیں طوطے کی طرح رٹ رکھی تھیں۔آبادی سے دور ایک مخبوط الحواس مجنوں صفت مجذوب نما شخص ویرانے میں بیٹھا رہتا تھا اور ہمہ وقت "لا الہ الا اللہ" کی ضربیں لگاتا رہتا تھا۔میں اور میرا ایک ہم عمر ہندو دوست اکثر اس کے پاس جا کر اس کا منہ چڑایا کرتے اور اس کے ذکر کی نقلیں اتارا کرتے تھے۔میرا ہندو دوست "لا الہ الا اللہ" کے وزن پر مہمل، مضحکہ خیز اور کبھی کبھی فحش قافیے جوڑ کر مذاق بھی اڑایا کرتا تھا۔مجذوب نے ہمیں بار بار ڈانٹا کہ ہم اللہ کے نام کی بے حرمتی نہ کریں لیکن ہم باز نہ آئے۔ ایک روز ہم دونوں اسی مشغلے میں مصروف تھے کہ ایک شخص ادھر سے نعتیہ اشعار الاپتا ہوا گزرا جس کا ایک مصرع یہ تھا:

محمد نہ ہوتے تو دنیا نہ ہوتی

یہ مصرع سن کر میرا ہندو دوست زور زور سے ہنسنے لگا اور اس نے اسم محمد (ﷺ) کی شان میں کچھ گستاخیاں بھی کیں۔میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، لپک کر ایک پتھر اٹھایا اور اسے گھما کر ہندو لڑکے کے منہ پر ایسے زور سے مارا کہ اس کے سامنے کا آدھا دانت ٹوٹ گیا۔

یہ حقیقت ہے کہ اس زمانے میں شعوری طور پر اللہ اور رسول اللہ ﷺ دونوں کے ساتھ یکساں بیگانگی تھی۔پھر لاشعور کی وہ کون سی لہر تھی جو اللہ کے ساتھ مذاق پر پر تو خاموش رہتی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گستاخی پر آناً فاناً جوش میں آ گئی تھی؟۔

یوں بھی عام مشاہدہ یہی ہے کہ اگر کوئی ہمیں گالی دے تو غصہ آتا ہے اور ہمارے ماں باپ کو گالی دے تو اور زیادہ غصہ آتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے خلاف زبان طعن دراز کرے تو دل کڑھتا ہے اور گالی گلوچ تک نوبت آ سکتی ہے۔لیکن رسول اللہ ﷺ کے متعلق بدزبانی کرے تو اکثر لوگ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ تو مرنے مارنے کی بازی تک لگا بیٹھتے ہیں۔اس میں اچھے، نیم اچھے یا برے مسلمان کی بالکل کوئی تخصیص نہیں بلکہ تجربہ تو یہی شاہد ہے کہ جن لوگوں

نے ناموس رسول ﷺ پر اپنی جان عزیز کو قربان کر دیا، ظاہری طور پر نہ تو وہ علم وفضل میں نمایاں تھے اور نہ زہد و تقویٰ میں ممتاز تھے۔ ایک عامی مسلمان کا شعور اور لاشعور جس شدت اور دیوانگی کے ساتھ شان رسالت کے حق میں مضطرب ہوتا ہے اس کی بنیاد عقیدے سے زیادہ عقیدت پر مبنی ہے۔

خواص میں یہ عقیدت ایک جذبہ اور عوام میں ایک جنون کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔ یہ جذبہ یا جنون نہ تو کسی منظم تحریک کی پیداوار ہے اور نہ ہی کسی خاص برین واشنگ کا نتیجہ ہے۔ اس کے برعکس یہ تو ایک خود کار تخلیقی عمل کی طرح جنم لے کر فطرت انسانی کے ایسے نہاں خانوں میں پوشیدہ رہتا ہے جس کا بسا اوقات ہمیں خود بھی علم نہیں ہوتا۔ زیادہ نیک لوگوں میں عقیدت رسول ﷺ کی حدت پائی جاتی ہے اور نسبتاً کم نیک لوگوں میں عقیدت رسول میں شدت پائی جاتی ہے۔

عقیدت کی حدت اور شدت کا یہ وسیع و عریض ہمہ گیر پھیلاؤ یقیناً اس آیت کریمہ کی منہ بولتی تفسیر ہے جس میں اللہ نے حضورؐ کے بارے میں یہ بشارت دی ہے۔

ورفعنا لك ذكرك

ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

ظاہری طور پر تو اس بشارت کا مظہر ذکر رسول ہے جو درود و سلام اور اذان اور نماز میں بار بار ہر جگہ ہر آن لازمی طور پر کیا جاتا ہے۔ لیکن باطنی طور پر اس کا کھلا مظہر احترام رسالت کی وہ پوشیدہ حقیقت ہے جو ہر اچھے یا برے مسلمان کے لاشعور میں اسی طرح جاری وساری رہتی ہے جس طرح کہ خون اس کی رگوں میں گردش کرتا ہے۔" (شہاب نامہ،: ۱۲۱۷)

علامہ اقبال کا گستاخی برداشت نہ کرنا:

ایک مرتبہ شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر رسول کرتے ہوئے نہایت رقت آمیز لہجے میں فرمایا:

"میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص میرے پاس آ کر یہ کہے کہ تمہارے پیغمبر نے ایک دن میلے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔"

علامہ سے بھی بہت پہلے ایک عظیم فقہی مذہب کے بانی عاشق رسول حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی اکرم ﷺ کی گلی مبارک کی حرمت و تقدس اور اس کی تکریم و تعظیم کو قائم

رکھنے کے لیے فتویٰ صادر کرتے ہیں کہ:

جس شخص نے یہ کہا کہ حضور کی چادر میلی ہے یا قمیص مبارک کا آستین میلا ہے۔ اور اس سے اس نے حضور کو عیب لگانے کا ارادہ کیا تو ایسے شخص کو قتل کر دیا جائے گا۔

بھنگڑ گستاخی رسول برداشت نہ کرسکا:

یہ امرتسر کا واقعہ ہے جو بے حد ایمان افروز اور عبرت انگیز ہے۔ یہ واقعہ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری قدس سرہ، نے امام الائمہ سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عرس سراپا قدس، منعقدہ مسجد جان محمد، امرتسر کے اجتماع عظیم میں بیان فرمایا تھا۔

''امرتسر کے گرجا گھر کے سامنے کھڑا ہو کر ایک پادری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل اور عیسائی مذہب کی خوبیاں بیان کر رہا تھا اور وہ (پادری) دوران تقریر حضور پرنور نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی ادب واحترام سے نہیں لیتا تھا۔ سامعین میں ایک بھنگڑ اس حالت میں کھڑا تھا کہ بھنگ گھوٹنے والا ڈنڈا اس کے کاندھے پر تھا۔ اس خوش بخت نے کہا: ''پادری! ہم حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو برحق نبی مانتے ہیں اور ان کا نام ادب سے لیتے ہیں تو بھی ہماری سچی سرکار (ﷺ) کا نام ادب سے لے۔'' مگر پادری پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا، وہ حسب سابق اسی طرح بولتا رہا تو اس عالی ہمم نے پھر ٹوکا۔ جب پادری نے تیسری بار بھی اسی طرح نام لیا تو اس پاک نہاد نے اپنا وہ ڈنڈا جس سے بھنگ گھوٹتا تھا، اس زور سے پادری کے سر پر دے مارا کہ پادری کا سر پھٹ کر بھیجا باہر آ گیا اور وہ مردود بیان دیئے بغیر واصل جہنم ہو گیا۔ یہ عاشق صادق پکڑا گیا۔ موت کی سزا ہوئی۔ اپیل ہوئی انگریز جج نے یہ لکھ کر بری کر دیا کہ ''پادری کا قاتل تکیہ نشین بھنگڑ ہے۔ کوئی مولوی نہیں۔ مولوی اور پادری کی کوئی باہمی رنجش ہو سکتی ہے۔ بھنگڑ سے پادری کی دیرینہ یا تازہ رنجش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ پادری نے ضرور اس کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ لہٰذا میں اسے بری کرتا ہوں۔'' اللہ تعالیٰ اس عاشق صادق کی مرقد منور پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور اس جیسا ایمان ہر مکین مسجد اور ہر مسلمان کو نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

اس واقعے کے نقل کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ وہ پادری حضور پرنور سید الانبیاء ﷺ کی شان اقدس میں کوئی گستاخی کا کلمہ نہیں کہہ رہا تھا، صرف حضور پاک ﷺ کا اسم پاک

اسلامی آداب سے نہیں لیتا تھا۔ پھر بھی ایک بھنگ گھوٹنے والے مسلمان عاشق رسول یہ برداشت نہ کرسکا۔۔۔ مگر ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ہندوستان کا ایک مولوی کہلانے والا شخص اپنی ایمان سوز کتاب تقویۃ الایمان میں رسول اللہ کا نام جس انداز سے لکھتا ہے وہ ایک نظر ملاحظہ ہو۔

"جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔" (نقل کفر کفر نباشد)

حیرت ہے کہ آج بھی کچھ نام نہاد مسلمان ایسی بلکہ اس سے بھی بدتر عبارات کو تحفظ فراہم کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ کیا ایسے لوگوں سے وہ بھنگ گھوٹنے والا بہتر نہیں جس کو پادری کا صرف "محمد صاحب" کہنا بھی ناگوار گزرا اور اس نے اپنے مذہب عشق کا جھنڈا بلند کردیا۔

یہ عاشق کونسی بستی کے یارب رہنے والے ہیں:

عاشقان سید ابرار ﷺ کسی عالم و مفتی سے پوچھے بغیر ہی ادب نہ کرنے والوں کو جہنم رسید کردیتے ہیں۔ ان کا مفتی ان کا وجدان ہوتا ہے۔ ان کا پیرو مرشد ان کا جذبہ عشق ہوتا ہے لہٰذا ایسے "ان پڑھ" غازیوں کا یہ کام ہمیشہ لائق تقلید ہوتا ہے۔

جب بالا مل سنار نے گستاخی رسالت کا ارتکاب کیا تو اس پر غازی محمد صدیق شہید شیر کی طرح جھپٹا۔ جب سردار ویدا سنگھ نے حضور کی بارگاہ میں اپنی گستاخانہ زبان کھولی تو غازی احمد شہید اس کے لیے آسمان کی بجلی ثابت ہوا۔ جب چنچل سنگھ بارگاہ رسالت ﷺ میں بھونکا تو غازی محمد عبداللہ انصاری نے اس کو جہنم رسید کیا۔ جب نتھو رام نے اہانت رسول کا ارتکاب کیا تو غازی عبدالقیوم شہید نے اس کا کام تمام کردیا۔ جب راجپال گستاخ شاتم رسول سامنے آیا تو اس کے سینے میں خنجر گھونپنے کا فریضہ غازی علم دین شہید نے سرانجام دیا۔ جب جرمنی کے ایک خبیث ایڈیٹر ہینرک بروڈر نے رسول اللہ ﷺ کے گستاخانہ خاکے شائع کرنے کا جرم کیا تو اس کے لیے غازی عبدالرحمن شاہین شہ لولاک ثابت ہوا۔ اور جب گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے گستاخی رسالت کے قانون کو ختم کرانے کی ناپاک کوشش کی تو غازی ممتاز قادری نے اس کا کام تمام کردیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

کاروانِ سادات کے زیرِ اہتمام امام حسن مجتبیٰ سیمینار

(کیمرہ کی آنکھ میں)